بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخصاء البھائم

(جانوروں کو خصی کرنا)

جانوروں کا کاروبار کرنے والے بیوپاری حضرات جانوروں کو خصی

کرتے ہیں اور پھر انکو زیادہ قیمت میں بیچتے ہیں۔ بہت سے لوگ لاعلمی کی بنا

پر قربانی کے لئے خصی جانوروں کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کو خوشی خوشی عام جانور

کی نسبت زیادہ قیمت ادا کر کے خریدتے ہیں اور پھر فخریہ ان کی قربانی کرتے

ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ خصی جانور کا گوشت زیادہ اچھا ہوتا ہے اور اس میں بد

بھی نہیں ہوتی۔ یہ صرف ایک خوشنما بہانہ ہے ورنہ جو اچھے پالتو جانور ہوتے ہیں

ان کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے اور اس میں بھی بدبو نہیں ہوتی۔ اور پھر سب سے

بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم عید الاضحٰے پر قربانی اپنی زبان کے چٹخاروں کے لئے نہیں

کرتے بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرتے

ہیں۔لہٰذا ہمیں قربانی کرتے وقت اللہ اور رسول کے احکام کو پیشِ نظر رکھنا

چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے

انّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم نہٰی عن صبرِ ذی الرُّوحِ و

اِخصاءِ البھائمِ نھیاًشدیداً رواہ البزّارو قال الھیثمیؒ رجالہ رجال

الصحیح و قال الشو کانی اسنادہ صحیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جاندار کو باندھ کر مارنے (شکار

کرنے) اور چوپایوں کو خصی کرنے سے **بڑی سختی** سے منع فرمایا ہے (مسند

بزار)۔حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں (مجمع الزوائد، ج ۵،

رقم ۹۳۶۸)۔علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔(نیل الاوطار، ج۸،

ص ۸۸)۔

اس حدیث کا بعض لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں تو چوپایوں

کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن خصی جانور کی قربانی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ خو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی جانوروں کی قربانی کی ہے۔ لہٰذا خصی جان

کی قربانی جائز ہے۔

اس سلسلے میں چند باتیں غور طلب ہیں۔

(۱) سب سے پہلے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیے

جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ہم کو مندرجہ ذیل احادی

ہیں۔

(۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يُضَحِّي بكبشينِ وأنا

أضَحِّي بكبشين رواه البخاري (۵۵۵۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور م

بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں (صحیح بخاری ۵۵۵۳)۔

(۲) عن انسؓ أن النبیؐ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یُضَحّی بکبشَینِ أملحَینِ اَقرَنَینِ و یضعُ رِجلَہ علی صفحتھما [صفاحھما] و یذبحھما بیدہ متفق علیہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سفید، سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ آپؐ اپنا قدم ان کے پہلو پر رکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ان کو ذبح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ۵۵۶۴، صحیح مسلم ۵۰۸۷)۔

(۳) عن أبی بکرۃؓ قال ثم انصرف کأنہ یعنی النبیؐ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یوم النحرِ اِلی کبشَینِ أملحَینِ فذبحَھُما رواہ النسائی

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سفید مینڈھوں کی طرف گئے اور ان کو ذبح کیا (نسائی ۴۳۹۴)۔

(۴) عن عائشۃؓ أن رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم أمر بِکبشٍ أقرنَ یطأ فی سوادٍ و یبرک فی سواد و ینظر فی سوادٍ رواہ مسلم

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم

(قربانی کے لئے) ایک ایسا مینڈھا لایا جائے جو سینگوں والا ہو، جس کے

پیر، پیٹ اور آنکھوں کے آس پاس کا رنگ کالا ہو (صحیح مسلم ۵۰۹۱)۔

(۵) عن أبی سعیدؓ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و

سلم یُضحّی بِکبشٍ أقرن فحیلٍ یأکُلُ فی سوادٍ و یمشی فی سواد و

ینظر فی سواد رواہ أحمد وأبو داود و اللفظ له والترمذی و صححه

والنسائی وابن ماجة و الحاکم و ابن حبان و البیهقی و صححه

الحاکم ووافقه الذهبی و قال الشوکانی صححه ابن حبان وهو ع

شرط مسلم۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے

مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جو سینگوں والا ہوتا۔ غیر خصی (آنڈو) ہوتا او

جس کے منہ، پیروں اور آنکھوں کے آس پاس کا رنگ کالا ہوتا (مسند امام احمد

داؤد ۲۷۹۶، ترمذی ۱۴۹۶، نسائی ۴۳۹۵، ابن ماجہ ۳۱۲۸، حاکم

۷۶۲۲، ابن حبان ۵۹۰۲)۔اسے امام ترمذی نے صحیح کہا ہے۔امام حاکمؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔(تھذیب الترمذی، ج ۲، ص ۲۰۹)۔اور علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ اسے امام ابن حبان نے صحیح کہا ہے اور یہ امام مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہے۔(نیل الاوطار، ج ۵، ص ۱۱۸)۔

(٦) عن ابن عباسؓ قال ضحّى رسول الله صلى الله عليه و سلم بكبشٍ أقرنَ اعينَ فحل ، قال الهيثميؒ رواه الطبرانى فى الاوسط و الكبير و هذا لفظه و اسناده حسن (مجمع الزوائد، ج٤، رقم ٥٩٧٥)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے، بڑی آنکھوں والے، ایک نر (غیر خصی) مینڈھے کی قربانی کی (طبرانی اوسط و طبرانی کبیر)۔حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کی سند حسن ہے۔(مجمع الزوائد، ج ۴، رقم ۵۹۷۵)۔

(٧) عن جابرؓ قال ضحّى رسول الله صلى الله عليه و سلم يوم عيد

[يوم الذبح] بِكبشَينِ رواه أحمد وابن ماجة والدارمي و زاد ا

و أبو يعلى "اقرنين املحين موجوئين" وفي اسناده محمد بن ا

يزيد بن ابي حبيب و كلاهما مدلس و في اسناد أبي يعلى عبد ا

محمد بن عقيل و هو ضعيف

حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید

دن دو مینڈھے ذبح کیے۔ (مسند امام احمد ۱۴۶۰۴، ابن ماجہ ۳۱۲۱، دا

۱۹۴۶)۔ ابوداؤد اور ابویعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں " سینگوں وا

سفید رنگ کے، خصی (مینڈھے)"۔ (ابوداؤد ۲۷۹۵، ابویعلیٰ ۱۷۹۲)

کی سند میں دو راوی ہیں۔ محمد بن اسحاق اور یزید بن ابی حبیب اور یہ دونوں مد

ہیں جبکہ ابویعلیٰ کی روایت میں عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف ہے۔

(۸) عن ابی رافعؓ مولی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم كان اذا ضحّٰی اشتری كبشين

سمينين أقرنين أملحين رواه أحمد والبزار و الطبراني في الكبير و

أحمد فی روایة "موجوئین خصیین" ـقال الهیثمیؒ اسناده حسن

قلت فی اسناده عبدالله بن محمد بن عقیل و هو ضعیف

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی (کا ارادہ) کرتے تو دو موٹے مینڈھے، سینگوں والے، سفید رنگ کے خریدتے (مسند امام احمد ۲۶۶۴۹، بزار، طبرانی کبیر)۔مسند احمد کی ایک روایت میں "خصی" کے الفاظ زائد ہیں (مسند امام احمد ۲۳۳۴۸)۔اگرچہ حافظ ہیثمیؒ نے اس کی سند کو حسن لکھا ہے (مجمع الزوائد، ج۴، رقم ۵۹۶۶ و ۵۹۶۷)۔لیکن ان روایتوں میں ایک راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل ہے جس کے متعلق گزر چکا کہ وہ ضعیف ہے۔علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں فیہ مقال (نیل الاوطار، ج۵، ص ۱۱۹)۔

(۹) عن عائشةؓ وأبی هریرةؓ أنّ رسول الله صلی الله علیه و سلم کان اذا أراد أن یُضَحّیَ اشتری کبشین سمینَینِ عظیمینِ أملحینِ مَوجُوئَینِ رواه أحمد وابن ماجة والحاکم وقال الشوکانی مدار طُرُقِه

كُلّها على عبدالله بن محمد بن عقيل و فيه مقال و قال أيضا

اسناده عيسى بن عبد الرحمان بن فروة وهو ضعيف (نيل الاو

۵، ص ۱۱۹)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو موٹے ، بڑے ، سفید رنگ

کے خصی مینڈھے خرید تے (مسند امام احمد ۲۴۵۲۵، ابن ماجہ ۳۱۲۲،

۷۶۳۱)۔

اس کی سند میں بھی عبداللہ بن محمد بن عقیل ہے جو ضعیف ہے۔

علامہ شوکانیؒ کے مطابق اس کی سند میں ایک اور راوی عیسیٰ بن

عبدالرحمان بن فروہ بھی ضعیف ہے۔ یہ راوی ابن ماجہ کی روایت میں نہیں۔

راوی طبرانی اوسط اور طبرانی کبیر کی روایت میں ہے۔ حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں ا

طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت کیا ہے اور اس میں عیسیٰ بن عبدالرحمان بن

فروہ ہے اور وہ ضعیف ہے (مجمع الزوائد، ج ۴، رقم ۵۹۷۴)۔

اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں " حضرت عائشہ صدیقہؓ **یا** حضرت ابو ہریرہؓ " کے الفاظ ہیں۔

حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں

رواه ابن ماجة على الشك عن أبي هريرةؓ أو عن عائشةؓ (مجمع الزوائد، ج ٤، رقم ٥٩٧٤)۔ اسے ابن ماجہ نے شک کے طور پر روایت کیا ہے۔ یعنی " حضرت ابو ہریرہؓ **یا** حضرت عائشہؓ صدیقہؓ سے "۔ (مجمع الزوائد، ج ۴، رقم ۵۹۷۴)۔ حافظ ہیثمیؒ نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن میرے پاس ابن ماجہ کے جو نسخے ہیں ان میں شک نہیں بلکہ ان میں یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں سے مروی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

البتہ طبرانی نے اسے بغیر شک کے صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت

کیا ہے ۔(حاشیہ مستدرک حاکم، ج ۵، ص ۳۲۱)۔

دار قطنی نے بھی اسے عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن ابی ہر

روایت کیا ہے (دار قطنی ۴۶۹۹)۔دار قطنی کی روایت میں مینڈھوں کے خ

ہونے کے الفاظ نہیں ہیں۔

طبرانی اور دار قطنی کی مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا

یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا

کسی راوی نے غلطی سے لے دیا ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک اور بھی اختلاف ہے۔حافظ ابن حجر عسق

لکھتے ہیں

وقد اختلف عليه فى اسناده فقال زهير بن محمد و شريك

عبيد الله بن عمرو كلهم عنه عن على بن الحسين عن أبى رافعؓ و

خالفهم الثورى كما ترى و يحتمل أن يكون له فى هذا الحديث

طريقان (فتح البارى، ج ۱۰، ص ۱۲)۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل پر اس حدیث کی سند میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ زہیر بن محمد، شریک اور عبید اللہ بن عمرو، ان سب نے اسے عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن علی بن حسین عن ابی رافعؓ روایت کیا ہے جبکہ امام سفیان ثوریؒ نے ان کی مخالفت کی ہے (انہوں نے اسے عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابی سلمہ عن عائشۃ الصدیقہؓ او عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے)۔ اور ہو سکتا ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل کے پاس اس حدیث کی دو سندیں ہوں۔ (فتح الباری، ج ۱۰، ص ۱۲)۔

(۱۰) عن ابی الدرداءؓ قال ضحّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بکبشین جذعین موجیین [خصیین] رواہ احمد ۲۱۲۰۶ و ۲۱۲۰۷ و فیہ الحجاج بن أرطاۃ وھو ضعیف

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چھوٹے خصی مینڈھوں کی قربانی کی (مسند امام احمدؒ ۲۱۲۰۶ و ۲۱۲۰۷)۔ اس روایت میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ (نیل الاوطار، ج ۵، ص ۱۱۸)۔

مندرجہ بالا احادیث کے بغور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ

(۱) چار احادیث (۱، ۲، ۳ اور ۴) جو بالکل صحیح ہیں ان میں مرز

مینڈھوں کی قربانی کا ذکر ہے۔ ان میں یہ صراحت نہیں ہے کہ مینڈھے خصی ی

غیر خصی تھے۔

(۲) حدیث ۵ و ۶ میں یہ صراحت ہے کہ وہ مینڈھے غیر خصی تھ

(۳) حدیث ۷ جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے اس کی مسند

احمد، ابن ماجہ اور داری کی روایتوں میں جانوروں کے خصی ہونے یا نہ ہونے ک

کوئی تذکرہ نہیں جبکہ ابوداؤد اور ابویعلی کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ وہ

مینڈھے خصی تھے۔ اسی طرح حدیث ۸ جو حضرت ابورافعؓ سے مروی ہ

اس میں بھی مسند امام احمدؒ، بزار اور طبرانی کی روایتوں میں کوئی صراحت نہیں

جبکہ مسند امام احمد کی ایک سند میں ان کے خصی ہونے کی صراحت ہے۔ ان

تمام روایتوں کا مدار چونکہ عبداللہ بن محمد بن عقیل پر ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی

اس قابل نہیں کہ اس سے حجت لی جاسکے۔

(۴) حدیث ۹ میں بھی عبداللہ بن محمد بن عقیل اور عیسیٰ بن

عبدالرحمان بن فردہ ضعیف راوی موجود ہیں۔ اور پھر اس روایت میں تو صحابی

کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ یہی نہیں معلوم کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی

ہے یا حضرت ابوہریرہؓ سے یا ان دونوں سے۔ پس یہ حدیث بھی نا قابلِ احتجاج ۱

ہے۔

(۵) حدیث ۱۰ جو حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے اس

میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ہے جو ضعیف بھی ہے اور مدلّس بھی۔

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصی جانور کی قربانی کرنا

کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ غیر خصی جانور کی قربانی ضرور صحیح احادیث

سے ثابت ہے۔

(۶) اگر ہم بالفرض یہ مان بھی لیں کہ خصی جانور کی قربانی صحیح حدیث

سے ثابت ہے تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا یہ فعل جانوروں کو خصی کرنے کی

ممانعت سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔ لہٰذا ایسی صورت میں ان احادیث سے خصی

جانور کی قربانی کی دلیل لینا قطعاً درست نہیں ۔آپؐ کے اس فعل کے مقدم یا

ہونے کے بارے میں چونکہ احادیث میں کوئی صراحت نہیں لہٰذا یہی کہنا مناسب

ہوگا کہ اگر آپؐ نے ایسا کیا ہے تو آپ کا یہ فعل یقیناً ممانعت سے پہلے کا ہوگا۔

واضح ہو کہ یہ سب کچھ اس مفروضے پر تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ے خصی جانور کی قربانی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہو۔لیکن جیسا اوپر بیان کیا

خصی جانور کی قربانی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہی نہیں ۔فللّٰہ الحمد

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قربانی کے جانوروں کے جو عیوب احادیث

میں بیان کیے گئے ہیں ان عیوب میں جانوروں کا خصی ہونا شامل نہیں

لہٰذا خصی جانوروں کی قربانی کی جاسکتی ہے۔میں کہتا ہوں کہ احادیث میں چند

عیوب بیان کیے گئے ہیں۔ان کا حصر نہیں کیا گیا۔اور پھر ایک رہنما اصول بیان

کر دیا گیا کہ کسی ناقص عضو والے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔

اب ہم خصی جانوروں کی قربانی کا ایک دوسرے زاویے سے جائزہ لیتے ہیں۔ اور وہ زاویہ ہے انسداد بے رحمی حیوانات کا۔

(۱) جانوروں کو خصی کرنے سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ آجکل ہو سکتا ہے کہ جدید طریقوں سے خصی کرنے کا عمل آسان ہو گیا ہو اور اس سے جانوروں کو زیادہ تکلیف نہ ہوتی ہو لیکن اُس زمانے میں تو جانوروں کو دیسی طریقوں سے خصی کیا جاتا تھا اور اس سے ان کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ اور آجکل بھی خصی کرنے کے جدید طریقوں اور جدید آلات تک کس کس کی رسائی ہے۔ ہمارے گاؤں اور دیہاتوں بلکہ شہروں میں بھی پرانے طریقے ہی استعمال ہوتے ہیں جو تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے مطلقاً ہی منع فرما دیا

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمین کے لئے ہی رحمت نہیں تھے۔ یا صرف انسانوں کے لئے ہی رحمت نہیں تھے ۔ بلکہ آپؐ تو رحمۃ

للعالمین تھے۔ آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ آپ جانورو

بھی رحمت تھے۔ جس زمانے میں انسانوں کے حقوق کوئی تسلیم نہیں کرتا تھا

کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون رائج تھا اُس زمانے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ

وسلم نے جانوروں کے حقوق متعین فرمائے، جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے

تلقین فرمائی اوراس کے فضائل بیان فرمائے۔ جن کا بہت مختصر تذکرہ ہم ذیل

میں کرتے ہیں۔

ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اسی بات پر اس کی بخشش

ہوگئی۔ (صحیح بخاری ۶۰۰۹، صحیح مسلم ۵۸۵۹)۔

ایک بدکار عورت نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اس کی بھی اس با

پر بخشش ہوگئی۔ (صحیح بخاری ۳۳۲۱، صحیح مسلم ۵۸۶۱)۔

ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ کے رکھا اوراسے کھانے پینے کو کچھ نہ

یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ اس وجہ سے وہ عورت جہنم میں گئی۔ (صحیح بخاری ۲۳۸۲

صحیح مسلم ۵۸۵۲)۔

آپؐ نے فرمایا "ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (ابوداؤد ۲۵۴۸)۔ اسے امام نوویؒ نے صحیح کہا (ریاض الصالحین ۹۶۶)۔

آپؐ نے جانوروں کو تکلیف پہنچانے، ان کو بلاوجہ مارنے، ان کے ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا۔ آپؐ نے ان کے چہرے پر مارنے یا چہرے پر گودنے، داغنے سے منع فرمایا۔ حتیٰ کہ آپؐ نے ان کو کرسی بنانے سے بھی منع فرمایا (مسند امام احمدؒ ۱۵۲۱۲، حاکم ۱۶۹۷، ابن حبان ۵۶۱۹، بیہقی)۔ اس کی سند صحیح ہے (منہاج المسلمین ص ۵۳۵)۔ یعنی یہ نہیں کہ ان پر مستقل بیٹھے رہو یا لمبے لمبے سفر کرتے رہو اور انہیں آرام کی مہلت نہ دو۔ بلکہ آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ جب تم ہریالی اور خوشحالی میں سفر کرو تو ان کو زمین میں چرنے دو اور جب تم قحط سالی کے زمانے میں سفر کرو تو جلدی جلدی چلو (تاکہ جلد منزل مقصود پہ پہنچ کر ان کے چارے کا بندوبست کرو) (صحیح مسلم ۴۹۵۹)۔ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ

صحابہ کرامؓ جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو نماز پڑھنے سے پہلے جانوروں کے

کجاوے کھول دیتے تھے (تاکہ وہ آزادی سے چر سکیں) (ابوداؤد ۲۵۵۱

امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کی سند صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (ریاض الصالحین

۹۶۸)۔

جانوروں کے ساتھ شفقت کی انتہا ہے کہ آپؐ نے یہاں تک حکم دیا

ان کا دودھ دوہنے سے پہلے اپنے ناخن کاٹ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے ناخن

سے ان کے تھنوں پر خراش آجائے۔ (مسند امام احمد ۱۵۵۳۱، طبرانی

کبیر)۔ حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کی سند اچھی ہے۔ (مجمع الزوائد، رقم ۷۷۴۴

منہاج المسلمین، ص ۴۳۶)۔

جسمانی تکلیف کے علاوہ آپؐ نے جانوروں کو ذہنی اذیت دینے سے

بھی منع فرمایا۔ ایک صحابی نے قُمری کے دو بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ قمری آکر منڈلانے

لگی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا

"اس کے بچوں کو چھین کر کس نے اسے پریشان کیا ہے؟۔ اس کے بچے اس

واپس کردو"۔(ابوداؤد ۲۶۷۵ و ۵۲۶۸، مستدرک حاکم ۷۶۷۳)۔

جس دین کی تعلیم یہ ہو کہ جانوروں کا دودھ دوہتے وقت ان کے تھنوں پہ ناخنوں کی خراش تک نہ آئے وہ دین اور اس دین کے پیروکار یہ کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ اپنے کام و دہن کی وقتی لذت کے لئے بے زبان جانوروں کو خصی کیا جائے۔ یہ بات تو اسلام کے مزاج کے بالکل خلاف ہے۔

اس پس منظر میں اب خصی جانوروں کی قربانی پر غور کرنا چاہیے۔ اگر ہم خصی جانوروں کی قربانی کرتے رہیں گے تو جانوروں پر یہ ظلم ہوتا رہے گا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمیں اس ظلم کو اسی طرح جاری رہنے دینا چاہیے یا اپنے دین کی تعلیمات کی روشنی میں ہم کو اس ظلم کے خاتمے کے لئے کوئی کوشش کرنی چاہیے۔

میرے خیال کے مطابق اس ظلم کے ختم ہونے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں

(۱) حکومت وقت بذریعہ قانون اس لعنت کو ختم کرے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو مناسب سزا دے۔

(۲) جانوروں کو خصی کرنے والے اللہ کے ڈر سے خود ہی اس
سے تائب ہو جائیں۔

(۳) ہم خصی جانور نہ خرید کر جانوروں کے بیو پاریوں کو اس بار
مجبور کر دیں کہ وہ جانوروں کو خصی نہ کریں۔

ان میں سے تیسری بات ہمارے اختیار میں ہے تو کیوں نہ ہم اس ظ
کرانے کے لئے اپنے اختیار کو استعمال کریں اور عند اللہ ماجور ہوں؟

ترقی یافتہ ممالک میں صارفین کی بڑی طاقتور انجمنیں ہوتی ہیں۔ وہا
اگر کوئی کارخانہ اپنی مصنوعات کی قیمتیں بے جا طور پر بڑھادے تو وہ انجمنیں
کارخانے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کروا کر اس کارخانے کو اپنی مصنوعات کی قیم
کم کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں اور کارخانہ کتنا ہی بڑا اور طاقتور کیوں نہ ہو ا
عوامی مزاحمت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں۔ تو کیا ہم جانوروں کو خصی کر
والوں کے خلاف اسی قسم کی مزاحمتی تحریک چلا کر بے زبان جانوروں پر ہونے
والے اس ظلم کا سد باب نہیں کروا سکتے؟ ضرور کروا سکتے ہیں لیکن یہ اسی صورت

ممکن ہے جب ہم خصی جانور خریدنا اور ان کی قربانی کرنا چھوڑ دیں۔ کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں؟

مؤلفہ:۔ سیّد محمد سلیمان صاحب